

آخری جنگ کیوں



سُنی تحریک

پیش لفظ

کیا یہ جنگ ختم نہیں ہو سکتی جو آج ہر گھر میں جہاں بھی ایک مسلمان شعور پاتا ہے شروع ہو جاتی ہے؟ اور اس جنگ کی اصل وجہ کیا ہے۔ جو کہ بالخصوص اہلسنت و دیوبندی وہابی حضرات کے درمیان ہے۔ اگر ذرا گھنٹے دل سے اس جنگ کے اصل اسباب پر غور کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کو کس سے کس بارے میں اختلاف ہے یا اس جنگ میں کوئی حق بجانب بھی ہے؟

یہ بات اس کتابچے کو پڑھنے کے بعد سمجھ میں آسکے گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ اس کتابچے میں کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر یہ اختلافات حل ہو جائیں تو یہ جنگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی توہین، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان پاک میں تنقیص نذر و نیاز کا انکار یہ سب باتیں جن لوگوں میں موجود ہوں پھر بھی وہ اسلام کے شیدائی ہونے کے دعویدار بنتے ہیں؟

فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ یہ جنگ کس طرح ختم ہو سکتی ہے؟ آخر کس طرح باطل عقیدہ کے حامل افراد کو رجوع الی الحق پر آمادہ کیا جائے؟ اور یہ فریق لفظ عقائد سے توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو آپ نے کس کا ساتھ دینا ہے؟ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ آئے دن آپ اخباروں کے ذریعہ یا لوگوں سے اس قسم کی خبریں سنتے ہوں گے کہ فلاں مسجد میں جھگڑا ہو گیا فلاں نے فلاں کو مارا۔ یعنی سنی وہابی جھگڑا۔

دراصل یہی اختلاف تو اس جھگڑے کی بنیادی وجہ ہے اہلسنت و جماعت کی مساجد پر دیوبندی، وہابی قابض ہیں۔ سینکڑوں مساجد کے جھگڑے پاکستان کی عدالتوں میں چل رہے ہیں یہی حال رہا تو دشمنان پاکستان جو ہر وقت مملکت خدا واد پاکستان کے

تکڑے ٹکڑے کرنے کے در پے ہیں۔ ان سے جنگ لڑنے کی بجائے آپس کی لڑائی جنگی میں لگ جائیں گے۔

آخر یہ جنگ کیسے ختم ہوگی؟ اس کا ایک ہی حل ہے کہ کتاب و سنت کی پابندی کی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں۔ ان سے دور رہا جائے یا ان سے تمام گستاخیوں سے توبہ کرائی جائے اور ایسی تمام غلط کتابوں اور رسالوں کو پھاڑ کر سمندر کی نذر کر دیا جائے یا دفن کر دیا جائے۔ اس جنگ کے خاتمہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت ایسے لوگوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دے جو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانی دلوں کو ریزہ ریزہ کرتے ہیں اور انکی غیرت ایمانی کو لٹا رہتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں عیب لگاتے ہیں۔ اور کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ کبھی اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے ہیں اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت کرتے ہیں۔ کبھی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرتے ہیں اور کبھی صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی اہانتیں کرتے ہیں۔ غرضیکہ دیدہ و نہنوں کی زبانوں سے کسی کی عزت و عظمت محفوظ نہیں۔

ملک خدا داد پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اس لئے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی تمام غلط کتابوں کو ضبط کیا جائے جن کا تذکرہ اس رسالے میں ہے۔ اور اہلسنت و جماعت کی ان مساجد کو جن پر دیوبندی وہابی جبراً و خفیہ مختلف طریقوں سے قابض ہو گئے ہیں۔ ان سے آزاد کرا کے اور انھیں سینوں کے حوالے کرے اس طرح تمام فرقے اپنی اپنی زندگی اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق گزاریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسروں پر مسلط ہو جائیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی کے حقوق کو پامال نہیں کرتے تو پھر اس ملک کی اکثریت کے حقوق کو آخر کیوں پامال کیا جا رہا ہے؟ یہ کیسا اندھیر ہے؟ جب ہم کسی کو نہیں چھیڑتے کوئی ہمیں کیوں چھیڑے؟ یاد رہے اگر حقوق اہلسنت کا خیال نہ کیا گیا تو پھر سوراۃ اعظم اہلسنت

وجہ امت قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے آپ حقوق حاصل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یقیناً حکومت اس طرف توجہ دے گی۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اکثریت کا خیال رکھے گی۔ تاکہ ہر مذہب کا ماننے والا اپنے اپنے اصولوں کے مطابق امن و امان سے زندگی گزار سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسالے کو پڑھ کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین، یا رب العالمین، بجاہ النبی الامین، رحمت للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام

خاکِ پائے علمائے اہلسنت

محمد سلیم قادری عفی عنہ

(کراچی)

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو ہندو پاکستان میں ایک نزاع پھیل چکا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے فہم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایک گھر میں دو بھائیوں میں جنگ ہے۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہے۔ پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی ہے۔ اہل محلہ کی آپس میں مخالفت ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت نے فتنہ انگیزی نہ کی ہو۔ اور مسلمانوں کی گودوں میں 'پہلوؤں میں' سروں پر اس کے دشمن نہ بٹھا دیے ہوں۔ یہ دبا سر زمین نجد سے اٹھی۔ "صحیح بخاری شریف" کی حدیث میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صد ہا سال پہلے اس کی خبر دی تھی۔ وہ آگ بھڑکی، وہ فتنہ پیدا ہوا اور عبد الوہاب نجدی کے گھر سے نکل کر عرب کے بعض مقامات میں پہنچا۔ جہاں پہنچا وہیں سے روکا گیا۔ نجد کے چھوٹے اور خشک اور بے رونق خطے کے چند خشک دماغ ورنہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا تخیل گھومتا رہا۔ مگر افسوس کہ جو چیز دنیا کے ہر خطے نے لکھرا دی تھی اس کو ہندو پاکستان میں جگہ ملی۔ اس کا حتم دلی میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیوبند میں تربیت دیا گیا۔ وہاں وہ اس قدر بڑھا کہ اس کی شاخیں ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے زہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نوجوانوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گزر گئے مگر یہ فتنہ دفع نہ ہوا۔ ستم یہ ہے کہ وہابی فروع میں سینوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں۔ اہل سنت کی سی نماز، اہل سنت کا سا روزہ، انھیں کا سا حج و زکوٰۃ۔ غرض عبادات و معاملات کے تقریباً "جملہ مسائل میں اسی روش پر ہیں۔ وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں۔ ان سب کو وہابی مانتے ہیں۔ حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقاید میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کہ وہابیت کو اہل سنت مسلمان مانیں اور ان کی امامت جائز سمجھیں۔

وجہ افتراق

یہ بات اور زیادہ قابل افسوس ہے کہ جن عقاید کی بنا پر وہابی مسلمانوں سے جدا ہوئے اور جنگ کا عازم قائم کیا وہ عقائد ان کے نقطہ خیال سے بھی ضروری نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقائد سے باز نہیں آتے۔ اور انہوں نے ان تمام خانہ جنگیوں کی جو اس فتنہ سے پیدا ہو گئی ہیں کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنی ضد کے پکے اور ہٹ کے پورے ہیں۔ دنیا تباہ ہو جائے "سر پٹ جائیں" امن و عافیت برباد ہو "غیر قومیں جری ہو جائیں۔ یہ سب کچھ گوارا ہے مگر ان غیر ضروری امور کا اور ان صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

امکان کذب

وہابیوں کے لیے ان کے دین اور اعتقاد کی رو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لیے کذب جیسے قبیح امر کا امکان ثابت کریں؟ اگر وہابی ایسا نہ کریں "اس کے در پے نہ ہوں تو کیا وہ اپنے اعتقاد میں کافر ہو جائیں گے؟ ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے کی انہیں کیا حاجت ہے؟ وہ کیا مجبور ہیں؟ کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ یا ائمہ دین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے مومن ہونے کے لیے ایسا اعتقاد ضروری بتایا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلائیں۔ طرح طرح کے الزام اٹھائیں "دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں" مگر اس سے باز نہیں آتے؟۔

براہین قاطعہ

اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا جیسا کہ "براہین قاطعہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ مکمل لکھے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی

وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ "شیطان و ملک الموت کے لیے وسعت علم حلیم کریں" نصوص سے ثابت مانیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا انکار اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں؟ عجیب بات ہے ایک ہی چیز ہے "شیطان کے لیے ثابت ہو تو شرک نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو شرک ہو جائے۔ اس قول کی شہادت اور اس پر حکم شرعی عرب و عجم کے فتوؤں میں ظاہر کیا جا چکا اور اس قول کی قیادت بار ہوتا وی مکتی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نصایت ذلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لیے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) خدا کا شرک ہو سکتا ہے کیونکہ ہر چیز کسی ایک قتلوق کے لیے ماننا شرک ہو، وہ جس کسی قتلوق کے لیے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سجدہ عبادت بت کے لیے تو شرک ہو مگر وہابیوں کے کسی بت سے بڑے مولوی کو کر لیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا صحیح اور باطل ہے؟ یہ بحث ایک جداگانہ ہے۔ ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ اعتقاد رکھتے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور ہیں؟ اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لیے ضروری تھا تو پھر "قرآن پاک" میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی؟ "حدیث شریف" میں یہ سنت کیوں نہیں دیا گیا؟ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بزم وہابیہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے، نیا اختراع ہے۔ سلف صالح کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا، نہ قرآن و حدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک ٹکڑی الگ بنانے کے لیے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟ اور مسلمانوں سے کیوں جھڑا مول لیا جاتا ہے؟ اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دکھایا جاتا ہے؟ کیا وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے؟ کیوں یہ نفسانیتیں ہیں؟

حفظ الایمان

اسی طرح سے "حفظ الایمان" میں مولوی اشرف علی کا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھتا کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید یہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے" کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم علیہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر حبیب و بھتیج بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان دہادیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کتنا گوارا نہ کریں گے اور گلی سمجھیں گے۔ اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی فرقے اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے ظلموں کا سنا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شان اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے؟ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے؟ یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس کی تاکید کر گئے ہیں؟ کیا باعث ہے کہ ایسے ظلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی؟ اجازت نہیں کیا جاتا؟ دینائے اسلام کا دل دکھایا جاتا ہے؟ جہاں میں فساد پھیل گیا جاتا ہے مگر ایک ضد ہے کہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس قسم کی اور توہینیں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا، کتابوں میں لکھنا، ان پر اڑنا، کتابیں چھاپنا، مناظروں کی مجلسیں کرنا، فساد انگیزیاں کرنا، مقدمہ بازیوں میں مدد دینا، ضائع کرنا، اہل اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکر میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے؟ کس فائدے کے لیے ہے؟ کیا دانائی ہے؟!

میلا و النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح بعض فرہی مسائل پر جھگڑ بیٹھنا اور اپنا ایک فرقہ اور ٹکڑی الگ بنا کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو جانا کیا سستی رکھتا ہے؟ اگر کسی شخص نے میلا و مبارک کی

محفل کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور مقدس زندگی کے احوال کریمہ اور معجزات باہر بیان کیے۔ مجلس شہناز طہور پر ترتیب دینی اور باوقار طریق پر ذکر کیا۔ بیان ولادت مبارکہ کے وقت شان صیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اظہار عظمت کے لیے تعظیمی قیام کیا تو کیا برائے کی بات ہے؟ شریعت نے اس کو کون سا عہد سے بتایا ہے؟ کہاں کہاں میں سے شمار کیا ہے جس پر اس شہود کے ساتھ جنگ ہے، ناراضی ہے، کہنا میں چھاپی جاتی ہیں۔ رہائے لکھے جاتے ہیں، اس کی توہین میں نکمیں لکھی جاتی ہیں، مسلمانوں کو مشرک اور بے ایمان بتایا جاتا ہے۔ جو مخالفت و باہنی صاحبان کبھی سینما اور ٹھیٹر کے لیے نہیں کرتے، حرام کاریوں اور بدافعالیوں کے لیے نہیں کرتے وہ کوشش محفل مبارک کے روکنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث؟

التزامی امور

آپ مدرسہ بتائیں، اس میں جماعتیں ترتیب دیں۔ ہر جماعت کے لیے ایک نصاب اور خاص ایک پڑھانے والا مقرر کریں، اسباق کے لیے اوقات کا تعین ہو، تعطیلوں کے لیے ایام معین ہوں، ان پر التزام ہو، امتحان کے لیے میدان مقرر ہو، امتحان کے پرچے بنائے جائیں۔ نمبر دیے جائیں، بعض کتابوں کا تقریری امتحان لیا جائے، ممتحن بنائے جائیں۔ ان کے لیے تکلفات کیے جائیں، بعد امتحان تعطیل کی جائے، سالانہ جلسے تاریخ کی تعیین و مذاقی کے ساتھ کیے جائیں، ان کے لیے اشتہارات چھاپے جائیں، طالب علموں کی ایک نصاب معینہ ختم کر لینے پر دستار بندیاں کی جائیں، دستاروں کے لیے ایک رنگ خاص مقرر کر لیا جائے، مدرسہ کا نام دستار پر لکھوایا جائے۔ یہ تمام چیزیں زمانہ اقدس میں کب تھیں؟ زمانہ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں اس کا کہاں وجود تھا؟ زمانہ تابعین و تبع تابعین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کب پائی گئیں؟ ان سب پر التزام ہے، پابندی ہے، موجب ثواب جانتے ہیں، داخل عبادت سمجھتے ہیں، یہ بدعت کیوں نہیں؟ اس کی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی؟ مولوی رشید احمد صاحب کے مرنے لکھ کر تو چھاپنا بھی

بدعت نہ ہو جو بہت سے ناجائز مبالغوں پر مشتمل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جلیلیں و بیان ولادت کی محفل بدعت ہو جائے؟۔

دعوت انصاف

ساری جماعت میں کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ جو طیلے حوالے میلاد مبارک اور عرس و فاتحہ، تہجہ، چلم کے بدعت بنانے کے لیے تم پیش کرتے ہو اس سے بدرجہا زیادہ خود آپ کے محل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو، نہ جلسہ سالانہ کو، نہ تعین اوقات اسباق کو، نہ قوانین مدرسہ کو، تو پھر کیا یہ ناجائز کا حکم فیروں ہی کے لیے ہے؟ تم اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں کوئی تو انصاف کرتا، مگر معلوم نہیں قلب کا کیا حال ہے، نور تجھے گھنے اور نام کو روشنی باقی نہ رہی کہ دوسروں کے افعال کو جن وجوہ سے بدعت بتائیں، جنگ کی بناء تھرائیں، اپنے آپ بیدار بے ادبیاں عمل میں لاتے چلے جائیں، ذرائع شربائیں۔ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ لکھ پڑھے آدمی انھیں سمجھ نہ سکتے اور اصحاب غفل و خود ان کو مورد بحث بناتے۔ یہ ایسی کھلی باتیں تھیں جن کو ہر سمجھدار انسان جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ عدم جواز کا نہیں ہے۔

میلاد مبارک کی محفل حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے بیان احوال کے لیے منعقد کی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کرنے کا جاننا اور اس سے باخبر ہونا ایمان وار کے لیے اعلیٰ ترین سعادت ہے۔ "صحیح شریف" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا۔ لہذا میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) کا نام باری و صف رسالت کے ساتھ اس طرح داخل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی توحید و بے مثالی کا منکر مومن نہیں ہو سکتا، اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان کا مدار ہے اور جس پر ایمان لانے بغیر کفر کی ظلمتوں سے نجات نہیں مل سکتی، اس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) کے احوال پاک کا بیان یقیناً شان احرام سے

ہونا چاہیے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لیے منعقد کی گئی ہو اس کو زب و ذہنیت دینا اور عوام میں باوقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا ذکر ذکر اللہ ہے ذکر اللہ "حدیث شریف" میں وارد ہوا "ذکر ک ذکر ک" آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔" دوسری حدیث شریف میں ارشاد باری ہے: "من ذکر ک ذکر کونی" جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور ذکر اہل کی محفل کو حدیث میں بھٹی چشتان بتایا گیا ہے۔ "حدیث شریف" میں ہے:

اذا مروتہم بریاض الجنة لا رتعو اقلوا ومان ریاض الجنة
قال خلق الذکر۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارا بھٹی چشتانوں پر گزر ہو تو میوہ چینی کیا کرو۔" صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا "بھٹی چشتان کیا ہیں؟" حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "ذکر کی محفلیں۔" ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک کی محفلیں جن میں ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتا ہے جس کو "حدیث شریف" میں ذکر اللہ بتایا گیا وہ بھٹی چشتان ہیں۔ حدیثیں تو بھٹی چمن بتائیں، بھٹی باغ فرمائیں، مگر معاند متعصب اس کو بدعت کہے، ناروا پکارے، ہوشمند انسان حقیر ہوتے ہیں کہ ان نکلے پڑھے جاہلوں نے کس طرح ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محافل حبر کہ کو ناجائز کہہ دیا۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔ دریافت کرتے ہیں کہ ان محافل کے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے؟ اس وقت ان معاندین و متعصبین کو حیرانی و پریشانی ہوتی ہے۔

قیام

اس سراسیمگی میں کبھی تو یہ کہہ گزرتے ہیں کہ "ذکر شریف تو درست ہے مگر قیام وقت ذکر ولادت پر اعتراض ہے۔" مگر اس بات کو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے، اور ناجائز بھی ایسا کہ محفل شریف ہی کو ناجائز کر ڈالے۔ اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ؟ اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "قیام وقت ذکر ولادت قرون ثلاثہ میں نہیں کیا گیا۔ اس کی

اصل ثابت نہیں اس لیے یہ بدعت ہے۔" مگر ان کی یہ بات ایک لایعنی جملہ اور بہانہ ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ "ایک شخص موجود و حاضر کے لیے جو آنکھوں کے سامنے ہو اور سب کو نظر آتا ہو قیام کرنا درست ہے" مگر جو ایسا نہ ہو اور سب اس کو ایسا نہ دیکھتے ہوں اس کے لیے قیام شرک ہے۔" ایک بالکل بے حقیقت بات ہے، کیونکہ جو چیز شرک ہے وہ حاضر کے لیے، غائب کے لیے سب ہی کے لیے شرک ہے اس میں یہ تفریق نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی عظیم خبر کو سن کر جذباتِ شوق یا خوف کے ساتھ متاثر ہو کر کھڑا ہو جانا طبیعتِ انسانی کے لیے ایک امرِ عادی ہے، اور "حدیث شریف" سے بھی ثابت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ جب "آیہ اتی امر اللہ" نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فوراً کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر سن کر بالخصوص ایسی مجلس میں جو حضور ہی کے ذکرِ مبارک کے لیے منعقد کی گئی ہو اور حضور کی نعتِ مبارک سن کر دلوں میں محبتِ موجیں مارنے لگی ہو، ذکرِ ولادت سن کر جذبات میں ایک لرز آجانا اور سرور کا اظہار ادب و تعظیم کے لیے مستعدی قیام ہونا کچھ بعید نہیں اور عین اس سنت کے مطابق ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قیام میں پائی گئی۔

نیز کسی عظیم الشان دینی ذکر کے سننے کے لیے اس ذکر کے احرام کے لیے قیام کرنا بھی سنتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت کا اور حضور کے بیانِ علود کا قیام تو خود اس سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفس نہیں منبر پر قیام فرما کر اپنی ولادت کریمہ کا ذکر کیا۔ اب قیام میں کیا اشتباہ ہے؟ کیا

اعتراض ہے؟ کیا عذر ہے؟ کیا حیلہ ہے؟ کیا بہانہ ہے؟ کتنے دہرہ سے قیام ثابت ہے
 اچھا، تمہاری آنکھیں بند ہیں، تمہیں یہ کچھ نظر نہیں آتا، احادیث تک تمہاری
 رسائی نہیں، افعال کریمہ پر نظر نہیں، سیرت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے
 واقفیت نہیں، بے خبر انسان ہو تو اگر عقل و خرد کا دعویٰ ہے تو کچھ ہوش سے بھی کام
 لو اور اتنا تو سوچو کہ قیام کرنے والا کس نیت سے قیام کرتا ہے؟ وہابیوں کے مارتے
 کے لیے الٹا ہے یا شیطانوں کے جلانے کے لیے الٹا ہے یا مجلس سے چلا جانا اس کا
 مقصود ہوتا ہے؟ اس کے اٹھنے کا مدعا کیا ہے؟ اگر تمہاری سمجھ اتنا بھی نہ جتا سکے کہ
 یہ لوگ اس وقت کیوں اٹھے تو اس عقل پر ماتم کرو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ لوگ بھی
 سمجھ لیتے ہیں جو کھلے کافر ہیں اور اسلام کے دعویدار نہیں۔ تمہاری سمجھ میں اگر یہ
 بھی نہ آئے تو میلاد خواں سے پوچھ لو، صاحب مجلس سے دریافت کرو، شریکاء مجلس
 سے سوال کرو۔

ہر شخص تمہیں بتا دے گا کہ یہ قیام بہ نظر تعظیم تھا۔ تو اب تم بتاؤ کہ تعظیم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تمہیں عداوت ہے؟ اس کو ناجائز سمجھتے ہو؟ کیا
 قرآن و حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں
 دیا؟ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ کہ تعظیم و توقیر کے لیے کوئی ادا خاص کر دی گئی
 اور طریقہ معین کر دیا گیا ہے؟ اور تعین کے دشمنوں اور تعین میں کلام کرنے والوں
 یہاں اپنے دل سے کیوں تعین کرتے ہو؟ جو طریقہ تعظیم کا ہو جس قوم میں ہو امر
 تعظیم کے لیے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور "توقیر" کے حکم میں داخل
 رکھو "قرآن" سے منحرف نہ ہو۔ جب تم مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تعظیم ضروری ہے تو کون سی وجہ ہے کہ قیام کا انکار کرو؟

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظیفی جائز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں فقط ذکر
 ولادت شریف ہی کے وقت ہی قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ اول سے آخر تک قیام کیوں
 نہیں کیا جاتا؟ ایسے لغو حیلے امر جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے۔

وہابیوں سے پوچھو کہ کیا کسی امر جائز کا ایک معین وقت میں کرنا اور دوسرے
 اوقات میں نہ کرنا ان کو ناجائز کر دیتا ہے؟ اگر ہاں کیس تو دلیل لاؤ کوئی "آیت" یا

حدیث "ساؤ۔" محض اپنی رائے قاسد و خیال کا سد سے کسی جائز کو ناجائز مت فہراؤ۔ شریعت کسی کے خیال کا نام نہیں ہے۔ وہ بیچارے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لائیں گے۔ تو ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا اور امر جائز کو کسی وقت معین میں کرنا ناجائز نہیں کر سکتا۔

اس مضمون کو دہائیہ کے اور ذہن نشین کر دو۔ فقہ وحدیث کا درس مدرسوں میں جماعت بندی کے ساتھ جو تمہارا معمول ہے جائز ہے، موجب ثواب ہے، تو فقط دن ہی میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں، رات میں درس کیوں نہیں ہوتا؟ اس تعین پر کوئی آیت یا حدیث ہے؟ نہیں ہے، تو کیا اس تعین سے وہ امر جائز ناجائز ہو گیا؟ اسی طرح جمعہ کے سوا باقی ایام میں پڑھانا ایسے ہی رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا، اس تعطیل کے لیے جمعہ و رمضان کی تخصیص وتعین کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو تم سب اس کے مجرم ہو۔ نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی جاہلانہ بات ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اوپر ذکر کیے ہوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکر ولادت کے ساتھ ایک قوی مناسبت ہے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کے ساتھ خود ذکر ولادت شریف فرمانا اسی نتیجہ پر تھا۔ مجلس حاضر تھی۔ حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل کا ذکر دینا تھا۔ اسی میں جب ذکر ولادت مبارک فرمایا تو قیام فرمایا، اور جب وہ ذکر مبارک فرمایا پھر جلوس فرمایا۔ پھر وہی ذکر مسائل تھا تو معلوم ہوا کہ خاص ذکر ولادت شریف کے لیے قیام مستحب و مسنون ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مسئلہ کے سننے کے لیے قیام فرمانا، باوجود یہ کہ اس سے قبل بھی مسائل دین ہی کا ذکر ہو رہا تھا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسئلہ خاص مہتمم بالشان کے لیے مجلس میں بیٹھنے نہوئے کھڑا ہو چاہا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "بخاری شریف" کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لیے غسل فرماتے، دو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے۔ مولود و قیام سے چرنے والے وہابی بتائیں تو کہ ان کا یہ فعل بدعت تھا یا نہیں؟ کبھی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین (رضی

اللہ متعمد اجمعین نے بھی ایسا کیا تھا؟ قبولِ ثلاث میں یہ عمل پایا کیا تھا؟ جب ایسا نہیں ہے تو بقول تمہارے بدعت کیوں نہیں ہوا؟ اس سے بھی قطع نظر کر کے وہی قیام والا سوال کرو کہ ”اگر حدیث لکھنے کے لیے نیا غسل اور دو رکعت پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیث رسول اللہ لکھتے تھے بیش ہی ایسا کیوں نہیں کرتے تھے؟“

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ”حدیث“ بیان فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی ’بہترین فرش بچھائے جاتے‘ تیس سے لگائی جاتی ’خود امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمدہ پوشاک پہنتے‘ عطر لگاتے ’خوشبوئیں منکائی جاتیں۔ یہ اہتمام ان کی مجلس حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری بدعت کہاں تک چلے گی! مگر بات یہ ہے: یہ آنکھ والے تھے‘ قدر رفیع اور حریت علیائی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انھیں معلوم تھی۔ آداب سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کے لیے یہ اہتمام کرتے تھے‘ تم بھی اگر کچھ باخبر ہوتے اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو کچھ پہچانتے تو ذکر میلاد مبارک کی محفل اور تعظیمی قیام میں پس و پیش نہ ہوتی۔

نعت خوانی

ایک جیلہ یہ ہے کہ ”ذکر ولادت و قیام تو سب درست ہے لیکن اس میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔“ یہ جیلہ بھی بیکار ہے۔ نظم کوئی ناجائز چیز نہیں اور بالخصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ’نعت شریف کی نظمیں پڑھتے تھے اور ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے مسجد شریف میں شہر بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے دعائیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے: ”اللہم ابدہ بروح القدس۔“ تو اب نظموں پر کیا اعتراض رہا؟ حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اذن و اجازت سے پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر راضی و خوشنود ہوئے حضور (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے پڑھنے والے کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے؟ آوازیں ملانا اس کی کہیں شریعت میں ممانعت وارد ہوئی؟ یا دین کے مسائل میں حمیس کوئی ایسا اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو چاہو محض اپنی رائے سے ممنوع و ناجائز قرار دے لو؟ ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا بھی "احداثی الدین" اور بھی بدعت سیئہ ہے۔ او بدعتیو! خود بدعت کرتے ہو اور متبعین سنت کے افعال کو بدعت بتاتے ہو؟ یہ تو حمیس کیا خبر ہوگی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور آوازیں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور اپنی جان نثاری کی نظمیں پڑھتے جاتے تھے اسی آواز ملانے کو بے دلیل ممنوع کہتے ہو؟ فعل صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پر اعتراض ہے اور خاص اس فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا؟۔

شیرینی

اب آپ کا صرف یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ "بعد فتم شیرینی تقسیم کی جاتی ہے"۔ تو تقسیم شیرینی کوئی حرام ہے؟ ممنوع ہے؟ شریعت میں کہیں اس کی ممانعت وارد ہوئی؟ وہ کوئی ناجائز چیز ہے؟ ہدایا اور خیالات کا نمانہ اقدس میں معمول تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا حکم فرمایا۔ موجب ازدیاد محبت فرمایا۔ سرور کے وقت خیانتیں اور احباب و اقارب میں تقسیم طعام یا شیرینی سنت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہے چاہا اس کے تذکرے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم قرآن کے بعد اونٹ فدا کر دیا احباب کیلئے ایک دہ کیا صدقہ حلالیں عہد کرامت عہد میں ملتی ہیں اور آپ کے یہاں جو "بخاری شریف" کا ختم اور اس میں تقسیم شیرینی کا معمول ہے وہ کبھی آپ کو نہ کھٹا؟ اس پر کبھی بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا؟ نمانہ اقدس میں کبھی اس طرح ختم کیا گیا تھا؟ اس میں شیرینی تقسیم ہوئی تھی؟ بہر حال کوئی ایسی وجہ بھی ایسی نہیں ہے جس سے کوئی حائل منصف مجلس مبارک میلاد کو ناجائز تو کیا غیر مستحب بھی سمجھ سکے۔ ایسی حالت میں اس کو مورد بحث بتانا اور ذریعہ جدال قرار دینا اور اس حیلہ سے مسلمانوں کو برا کہنا

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفت ہو کر جلسوں میں پھرا کرتے ہیں، برتاویس کرایا کرتے ہیں، مشرکین کے ساتھ آوازیں ملا کر "بے" پکارا کرتے ہیں۔ یہ کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکر حبیب اور میلاد مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے؟ اس کے نام سے سوا الہتا ہے؟ خفگان ہوتا ہے؟ آپ سے باہر ہو جاتے ہیں؟ اس تفرقہ انگیزی سے باز آؤ اور سوچو کہ مجلس مبارک میلاد شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کر کے فتنہ پیدا کرنا کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں تاریخ کسی خوش عقیدت مسلمان نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کروئی تو وہابی صاحب جل بھن گئے، مرجیں لگ گئیں۔ آپ کا کیا نقصان ہوا؟ آپ کو کیا ایذا پہنچی؟ آپ کے دل میں کیوں درد اٹھا؟

اومیاں! ناکوں سے نہ چڑنے والو، سینماؤں سے نہ کھسانے والو، کانگریسی جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والو، ان کی تقریریں سننے والو، ایسے مجامع میں جہاں بے پردہ عورتیں بے حجابانہ تقریریں کرتی ہوں شرکت کرنے والو، گیارھویں شریف سے کیوں کھیساتے ہو؟ اس میں تمہیں آزرہہ کرنے والی کیا چیز ہے؟

"قرآن کریم" کی تلاوت مومن کے گھبرانے کی بات نہیں، بے ایمان ضرور اس سے چڑے ہیں "اذا ذکر اللہ وحده اشتماذت قلوب الذین لا یؤمنون بالآخرة" جب خدائے وحدہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہو جاتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وقال اللہ تعالیٰ "وقال الذین کفرو لا تسمعوا لهذا لقراں والغوالہ لعلکم تغلبون" کافروں نے کہا "اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں یہودہ شو

تم غالب ہو۔" قرآن پاک کے سننے سے گھبراتا، اس سے چڑتا اور برا ماننا یہ تو "قرآن پاک" نے کفار کا کام بتایا ہے۔ گیارہویں کی فاتحہ میں "قرآن پاک" کی تلاوت کی جاتی ہے آپ اس سے نیلے گھبراتے ہیں؟

اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے؟ کچھ طعام یا شیرینی ہدیہ یا تحریں کر دی جاتی ہے اس میں کیا مضائقہ ہے؟ حسن سلوک اور احسان شریعت میں محمود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسن کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ "اطعام الطعام" کوئی بہت ہی بڑا سخت دل سمجھوس ہوتا، وہ بھی دوسرے کے خرچ کرنے پر برا نہ مانتا۔ آپ میں کیا صفت ہے جو آپ اتفاق علی المسلمین سے بجز کر "مناع للعقد" بنے جاتے ہیں؟۔ اس میں آپ کو کون سی چیز ناجائز نظر آتی؟

ہاں ایک یہ بات شاید آپ کہیں کہ "مخلات و طعام کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے حضور نمٹ پاک کو" تو آپ کو یہ معلوم تھیں کہ ایصال ثواب عبادات بدنیہ و مالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے حسب ارشاد اپنی والدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ایصال ثواب کے لیے کنواں بنوایا۔ "حدیث شریف" میں موجود ہے، اس مسئلہ پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شرح عقاید اور تمام دینی کتب میں مصرح ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے؟ صرف گیارہویں تاریخ کا تعین؟ تو کیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے؟ عمل خیر کے لیے تعین اور خاص اموات کے ایصال ثواب کے لیے "حدیث شریف" سے ثابت ہوتا ہے۔ خود حضور انورؐ، روزِ مجسم، جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ شہدائے احد (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے تعین کا پتہ چلا۔ اور تعین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزِ فتح کی خوشی کے لیے اسی تاریخ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کے لیے فرمایا۔ اپنی ولادت شریف کے روز یعنی دو شنبہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے "نہ ولدت" ! اس دن میری پیدائش ہوئی ہے۔" یہ تعین ہوا یا کیا؟

دعوت النصار

غرض کوئی عذر وجیلہ ان کے بنائے نہیں بنتا۔ لیکن مسلمانوں میں نزاع پیدا کرنا اور اختلاف ڈالنے کے لیے ضد ہے 'اصرار ہے' ہمیار عویں شریف سے عداوت ہے' اس کے پیغام سے چلتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ہوتی 'کوئی شرعی دلیل اس امر کی مخالفت پر قائم ہوتی تو مبالغہ تھا کہ انکار کرتے مگر نفس دہوئی کے لیے انکار اور جماعت اہل اسلام میں تفرقہ اندازی نہایت افسوسناک جرم ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں نزاع بدعا یہ ہے کہ یہ امور ایسے وقتی و عامض اور ایسے مشکل و لاعلمی تو ہیں نہیں 'جہاں تک صاحب عقل و ہوش رسائی نہ کر سکے؟ کچھ میں آتا ہے اور صاف کچھ میں آتا ہے اور ہر منصف مزاج جب فکر ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ لیکن فرعیات میں ان کا اعتراض بے جا ہے 'صرف نفسانیت کا کرشمہ ہے' شرعی دلائل اور قوی بہانیں ان امور کے جواز پر موجود ہیں۔ ایسے ہی اصول مسائل جن میں وہابیہ نے طوفان بپا کر دیا ہے اس قدم مشکل نہیں ہیں کہ کسی وہابی کی قسم ان تک رسائی نہ کر سکے۔

تعظیم رسالت

یہ تو سب کو حلیم ہے کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور تعظیم و توقیر اہم ترین فرائض میں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں ادنیٰ گستاخی بے شبہ کفر 'بھرمولوی رشید و ظلیل' محمد قاسم و اشرف علی وغیرہ کی طرف داری میں اس قدر وارفت ہو جاتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان میں ان کے ناقص کلمات اور گستاخانہ الفاظ برداشت کیے جاتیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شہدہ سے ان کی طرف داری کی جائے۔ ایسا کہتاں جن میں یہ کفریہ مضامین ہوں۔ ان کو بکرات و مرآت چھاپ کر شائع کیا جائے۔ تمام عرب و عجم کے مسلمان آئندہ ورنچیمہ ہوں 'حسن طبع تک سے ان ناقص کلمات پر کفر کے فتوے آجائیں مگر ضد اور ہٹ میں کمی نہ آئے۔ بارگاہ اہل حق میں سر نہ جھکے؟ تو بے لیے زبان نہ بولے؟

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مستغنی کرے کے باوجود ان مولویوں کو نہ چھوڑا جائے؟ نہ انہیں توبہ پر مجبور کیا جائے؟ یہ کتنی بڑی بے رحمی ہے۔ ہندو پاکستان میں ایک عظیم فتنہ بپا ہے 'گھر گھر میں جنگ ہے' ہر جگہ شور ہے 'غوغا ہے' کچھ تو سنجیدہ طبیعت انسان اس درد کا احساس کریں اور مسلمانوں کو اس سرور لردینے والے نزاع سے نجات دلائیں۔ اگر وہابی صاحبان خدا ہی ضد چھوڑ دیں اور شریعت میں اپنی طرف سے ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں تو یہ تمام جھگڑا ایک دم ختم ہو جائے اور ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں جنگ تعصب کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں اور یہ آگ سرد ہو جائے۔ اگر چند کلمات ناشائستہ تمہاری زبان سے نکلے 'تمہارے قلم سے لکھے گئے' تمام ملک ان سے آزرہ خاطر ہے' تمام مسلمان ان سے رنجیدہ ہیں' ہر مسلمان کا دل ان سے دکھا ہوا ہے' تو تمہیں ان کھلوں پر کیا اصرار ہے؟ تم اس بات کی بچ کر نے پر کیا مجبور ہو؟ توبہ کے دو کھلوں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟ اگر کوئی پاہت وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندو پاکستان کی یہ صد سالہ جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلح جو؟ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند؟ کیا ہے کوئی ایسا دردمند جو اس کوشش کے لیے کمر بستہ اور تیار ہو؟ جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش شخص بھی خدا (جل شانہ) کے حضور توبہ کرنے اور جبین نیاز خاک پر رکھنے میں نہیں جھجکتا۔

کیا دعویدار ان علم و ہمدانی عملی طور پر ثابت کریں گے کہ ان میں بھی اتنی حیثیت باقی ہے؟ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔